© rasailojaraid.com

رمضان المبارک کے تحائف

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے مسلم''، جہلم

جس طرح ہوائیں اپنے دوش پر ابرِ کرم کو لاد کر لاتی اور اپنے پانیوں سے مردہ کھیتی کو حیاتِ تازہ سے نہال کرتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روحانی اور باطنی دنیا کو نئی زندگی دینے کیلئے رمضان شریف کے دوش پر اپنی رحمت کے سحابِ کرم لاد کر لاتے اور اپنی وہ رحمت اپنے بندوں کیلئے عام کر دیتے ہیں، جو انہوں نے اپنے اوپر خود واجب کر رکھی ہے۔ رمضان شریف ایک بہانہ ہے جس سے خالق اپنی مخلوق پر اپنی رحمت کی برکھا برسانا چاہتے ہیں اور یہ رحمت بلا استثنا ہر کلمہ گو کیلئے عام ہے۔ بس صرف اسے سمیٹنے کیلئے ارادہ چاہیے۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے غربا اور اُمراء اس میدان میں یکساں ساعی ہوتے ہیں۔ اس میدان میں مسابقت کیلئے صرف ایک ارادہ اور ایک عزم درکار ہے۔ سحر و افطار وہی دو وقت کا کھانا ہے۔ بس تھوڑی سی آزمائش ہے۔ کوئی فاقہ کشی نہیں ہے۔ مگر ہٹے کٹے، بڑے تن و توش والے، اس رحمت کو لوٹا دیتے ہیں جو ان کے دروازوں پر دستک دے رہی ہوتی ہے اور احترام رمضان کے نام پر چھپ چھپ کر کھاتے ہیں احترام رمضان روزہ رکھنا ہے۔ نماز پڑھنا ہے۔ تراویح ادا کرنا ہے۔ منکرات و مناہیات سے رکنا ہے۔ سمع و بصر کی عصمت کو بچانا ہے۔ تلاوت قرآن کرنا اور اپنے خیالات کو پاک صاف رکھنا ہے۔ اللہ سے لو لگانا ہے۔ اعتکاف کرنا ہے۔ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ تو وہاں لئے جاتے ہیں جہاں کسی کی بیماری کو کوئی حاکمِ بالا دست تسلیم نہ کرے مگر اللہ احکم الحاکمین تو ہمارے احوال کو خوب خوب جانتے ہیں۔ بیماری اس کی اجازت سے لگتی ہے۔ اس لیے بندۂ مومن، اگر بیمار ہے تو اس کا معاملہ اللہ سے ہے۔ وہ خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ بیماری کی نوعیت اور شدت روزہ رکھنے میں مانع ہے یا نہیں؟ اس لیے روزہ نہ رکھنا اور چھپ چھپ کر کھانا، احترام نہیں بلکہ پرلے درجے کی بغاوت اور سرکشی ہے۔ مسافر اور بیمار کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، جدید ذرائع سفر نے سفر کو آرام دہ اور پُر لطف بنا دیا ہے مگر جو شخص مسافر ہے اس پر تخفیفِ نماز اور تاخیر روزہ کا حکم شرعی شرائط کے ساتھ آج بھی پوری طرح لاگو ہے۔ ہوائی جہاز کے مسافروں کو کئی کئی گھنٹے ہوائی اڈوں پر رکنا پڑتا ہے۔ ہوائی جہاز لیٹ بھی ہو جاتے ہیں مسافروں کی ٹانگیں طویل فلائٹس میں اینٹھن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان سب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باتوں پر نظر کریں تو سفر آج بھی بڑا ہی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کی رخصت کا جب حکم دیا تھا تو اسے جدید ذرائع سفر کی ایجاد کا علم تھا لہٰذا سفر کی رعایت تخفیف اور تاخیر آج بھی پوری طرح نافذ العمل ہے۔ تاہم بیمار اور مسافر تا بمقدور کوشش کریں کہ خورد و نوش انتہائی خفیہ طور پر کریں۔ اس کا نام احترام ہے۔ احترام یہ نہیں کہ روزہ کے عادی تارک با پردہ ہوٹلوں میں موجیں اڑائیں اور اسے احترام کا نام دے لیں۔ ہمیں نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ سوء اتفاق سے کچھ ایسے لوگ بھی اس دنیائے دوں میں موجود ہیں۔ جو عوام کی اندھی عقیدت کے باعث، مذہبی پاپائیت کی مسند پر قابض ہیں مگر اسلام کا ان کی زندگی میں عملاً کوئی دخل نہیں ہے۔ ان کے محلات پر سے رمضان بن برسے گزر جاتا ہے اور ان کے دستر خواں غیر رمضان کی طرح ہی لگتے اور سمٹتے ہیں مگر ان کے نام نہاد تقدس پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ وہ نماز نہیں ادا کرتے اور لوگ باگ ان کے اس دعویٰ پر یقین کر لیتے ہیں کہ وہ نماز خانہ کعبہ میں ادا کرآتے ہیں۔ وہ روزہ نہیں رکھتے اور عوام یہ مان لیتے ہیں کہ بزرگ ان پابندیوں سے مبرا ہیں کیونکہ وہ باطن کی دنیا کے بادشاہ ہیں۔ یہ سب شیطانی بہکاوے ہیں۔ ان سے توبہ واجب ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دورانِ رمضان شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ اہتمام فرما دیتے ہیں کہ ان کے بندے شیطانی وار سے محفوظ ہو کر روزے رکھیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تارکین صوم کون ہیں اور کیوں روزہ نہیں رکھتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شیاطین جکڑ دیئے گئے مگر ہوائے نفس تو خود انسان کے اندر موجود تھی۔ اسے جکڑنا، انسان کا اپنا کام تھا۔ اتنی ہی تو آزمائش تھی۔ شیاطین کو جکڑ کر انسان کو خارج سے شیطانی حملوں سے محفوظ کر دیا گیا مگر ہوائے نفس کو دبانا تو اس کا اپنا کام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو جکڑ کر انسان کیلئے ماحول کو سازگار کر دیا تھا جس میں اس کیلئے ہوائے نفس یعنی ذاتی سفلہ خواہشات کو لگام دینا آسان تھا مگر وہ شخص بڑا ہی کم بخت ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے اہتمام کے باوجود اپنی شقاوت کو مبدل بہ سعادت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے تین مبارک عشروں میں اسے رحمت، بخشش اور دوزخ سے رہائی کی نوید سناتے ہیں مگر کوتاہ قسمت ہے وہ جو ان انعامات کو ٹھکرا دیتا ہے۔

صوم سے صائم، راز دارِ الٰہ بن جاتا ہے۔ روزہ، روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے درمیان راز ہے۔ یہ بندۂ مومن کی کتنی بڑی شان ہے کہ وہ روزہ رکھ کر، مالک الملک کے رازداروں میں شمار ہونے لگتا ہے دنیا کے چھوٹے موٹے حکمران اگر کسی کو اپنا رازدار بنالیں تو اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اور وہ ہر لحاظ سے محسودِ خلائق ہو جاتا ہے۔ اس پر قیاس کر لیں کہ جسے ملیک مقتدر اپنا رازدار بنالیں اس کا مقام دنیا و عقبیٰ میں کیا ہوگا۔ اور یہ شرف حاصل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا، کتنا کچھ آسان ہے؟ سحر و افطار کے درمیان کتنا مختصر سا وقفہ ہے۔ مگر یہی مختصر وقفہ کسی کو سعید اور کسی کو شقی بنا دیتا۔ کسی کو بارگاہِ قدس میں مقبول اور کسی کو مردود کر دیتا ہے۔

ذرا غور کیجیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کو بد بو سے بڑی نفرت ہے۔ اسی لیے نمازی کو واجب ہے کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرے اور لہسن پیاز یا مولی کھا کر مسجد میں نہ آئے۔ گویا نمازی بندۂ مسلم کے منہ کی بد بو سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے اور وہ ملائکہ جو نمازی کے منہ سے نکلنے والے کلماتِ طیبات کو جمع کرنے پر مأمور ہیں۔ اس کے منہ کی ناگوار بو سے بدکتے ہیں مگر وہی بُو جب صائم کے منہ میں آتی ہے تو اللہ کو جنت کی خوشبو سے محبوب تر ہو جاتی ہے۔ روزہ دار اپنی قسمت پر ناز کریں تو بجا ہے کہ ان کے منہ کی بو محبوب کبریا ہو جاتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو تین حکم دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک روزہ جلد افطار کرنا ہے۔ جلد سے مراد قبل از وقت نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ جب وقت ہو جائے تو تاخیر نہ کی جائے۔ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ لیل و نہار دو مختلف دورانئے ہیں دن (نہار) کے اختتام کے ساتھ ہی رات (لیل) شروع ہو جاتی ہے۔ دلیل لیل، ستارہ اور اس کی روشنی نہیں بلکہ صرف غروب آفتاب ہے۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ سورج غروب ہو گیا ہے تو فوراً افطار واجب ہے۔ تاخیر کراہت ہے۔ طلوع و غروب کے متعلق قابل اعتماد اعلان ہر روز ٹی۔ وی اور اخبارات میں ہو جاتا ہے۔ ان کے مطابق ہر صائم، اپنے صوم کی ابتدا اور اختتام کر سکتا ہے البتہ یہ احتیاط ضروری ہے کہ اس کی گھڑی پاکستان سٹینڈرڈ ٹائم سے میل کھاتی ہو۔ رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کو یوں بیان فرمایا گیا ﴿شهر رمضان الذی أنزل فيه القرآن﴾ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا'' اسی کو رمضان کی دوسری اہمیت سمجھ لیجیے۔ بزرگ اسے تلاوت قرآن کا مہینہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ کسی وجہ سے دن کو وقت نہ نکال سکیں یا بد قسمتی سے جو قرآن نہیں پڑھ سکتے ان کیلئے یہی حکم ہے کہ وہ وقت نکالیں اور تلاوت کریں۔ بوڑھے طوطے کا کوئی طعنہ نہیں۔ اگر کوئی شخص بغیر قرآن سیکھے بوڑھا ہو گیا ہے تو تلافی ما فات کی تدبیر کرے۔ بہر حال ایسے لوگوں کیلئے سماعتِ قرآن کا بہت اچھا موقع نمازِ تراویح میں پیدا ہو جاتا ہے۔ جو لوگ امریکی اور برطانوی ویزے کی خاطر سفارت خانوں کے سامنے کئی کئی دن کھڑے رہ سکتے ہیں وہ یہ عذر پیش نہیں کر سکتے کہ وہ تراویح کے طویل قیام کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ نماز تراویح کو جن لوگوں نے اپنی ضد کے تحت مشکل بنا دیا ہے وہ عند اللہ جوابدہی کیلئے تیار رہیں کہ ان کی غلط سوچ کی وجہ سے بندے نماز تراویح سے گریزاں ہوئے۔ انہوں نے رسول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ ﷺ کے متعلق اس واضح بیان کو خواہ مخواہ الجھا دیا کہ ''آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔'' بعضوں نے سیدنا عمرؓ کی ضد میں، تراویح کی سعادت سے دستکش ہونا قبول کرلیا حالانکہ جب انہوں نے اس کی جماعت سے ادائیگی کا فیصلہ کیا تو سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ سمیت صحابہ کبارؓ نے اسے بہ طیب خاطر قبول کیا اور اپنی اپنی خلافت کے دوران خود با جماعت تراویح پڑھائی۔ پس جو شخص تراویح سے محروم رہا وہ ایک بڑی سعادت سے محروم رہا۔ اور اس کا روزہ اس زینت سے معریٰ ہوا جو قیام لیل سے اسے حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی فرضیت تقویٰ کیلئے ہے۔ اس سے روزہ دار میں خشیت اور پرہیز گاری کے خصائص پیدا ہوتے ہیں۔ یہی روح اسلام ہے۔ تقویٰ، تزکیۂ نفس کی آخری منزل ہے۔ پس جو لوگ روزہ نہیں رکھتے، وہ کبھی صفتِ تقویٰ سے متصف نہیں ہوسکتے۔ ماہِ رمضان میں دن کے دوران تنورِ شکم کو بار بار ایندھن مہیا کرنیوالے، دراصل اپنے لیے اپنے ہاتھوں سے دوزخ تپاتے ہیں۔ پس روزہ داروں پر فرض ہے کہ روزہ کو نہایت صبر کے ساتھ نباہیں۔ بھوک، پیاس اور موسم گرما کی شدت پر واویلا نہ کریں۔ صبر مومن کی صفت ہے۔ دورانِ روزہ بے چینی، بے صبری اور بے قراری کا اظہار نہ کریں۔ یہ بالکل تقویٰ کے منافی ہے۔ صائمین اور خصوصاً خواتین روزہ داروں سے التماس ہے کہ اپنے روزہ کو غیبت، جھوٹ، تہمت طرازی، بدگوئی بلکہ پُرگوئی سے بھی محفوظ رکھیں۔ جنہیں اللہ توفیق ارزانی فرمائے، وہ آخری عشرہ کی سنت اعتکاف بھی زندہ کریں اور اپنے اس تعلق باللہ کو از سرِ نو مضبوط کریں جو دنیا کی رغبتوں کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ اس دن کیلئے دنیا کی ساری کشش سے منہ موڑ کر مسجد میں گوشہ گیر ہونا اور اپنے رب تعالیٰ سے دل لگا کر بیٹھنا اور سالِ رفتہ کے دوران میں اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرنا، ایک بہت بڑا روحانی تجربہ ہے۔ اس کی لذت و برکات سے وہی لوگ آشنا ہوتے ہیں جو اس تجربہ سے گزرتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے تلاوت قرآن کرنے والے نماز اور نماز تراویح میں قرآن مجید سننے والے اور سارے جہاں کی رغبتوں سے ہاتھ اٹھا کر جو مساجد میں معتکف ہوتے ہیں اور ہلال شوال دیکھ کر مساجد سے نکلتے ہیں وہ بالکل ایک نئے انسان بن جاتے ہیں مگر جو مسجدوں سے بارات بنا کر گھروں کو آتے ہیں وہ اپنے کئے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ اس سے اجتناب واجب ہے۔ اعتکاف بزرگوں اور جوانوں کیلئے ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو مدارس، مکاتب اور کالجز سے غیر حاضر کرا کے اعتکاف میں بٹھانا درست نہیں ہے۔ تعلیم کا حاصل کرنا، فرض جبکہ اعتکاف مستحب ہے۔ جو حضرات معصوم بچوں کو ترک واجب کر کے مستحب کی رغبت دلاتے ہیں وہ کچھ اچھا کام نہیں کرتے۔ بچے تو ہر ایسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فعل پر آمادہ رہتے ہیں، جس سے کسی طرح سکول، کالج سے جان چھوٹ جائے۔ گو کہ بچوں کو نیکی کے کاموں کی طرف راغب کرنا، بڑوں کا فرض ہے لیکن حصولِ علم کا سلسلہ منقطع کرنا ہرگز مستحسن نہیں ہے بچوں کی عمر ایسی نہیں ہوتی کہ وہ اعتکاف کا فلسفہ سمجھ سکیں اس لیے انہیں کسی ایسے کام پر لگا دینا جس کی روح سے وہ ناآشنا ہیں، ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ والد تو دکان پر بیٹھا ہے اور زیر تعلیم بچہ سکول، کالج سے غیر حاضر ہو کر معتکف ہے۔ یہ کیفیت ہرگز پسندیدہ نہیں ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اس صورت کو سمجھیں اور زیر تعلیم بچوں کے اسباق ضائع نہ ہونے دیں۔ علمائے کرام سے بھی التماس ہے کہ وہ بچوں کی ایسی خواہشات کی مناسب تربیت کریں اور ان کی توجہات حصولِ علم پر مرتکز رکھیں جوان کی عمر کے تقاضا کے مطابق ان کا اولین فریضہ ہے۔

اعتکاف کے تقاضے بڑے اہم ہیں۔ دورانِ اعتکاف ساری توجہ کا مرکز ذکر وفکر رہنا چاہیے، کارِ جہاں سے مکمل انقطاع واجب ہے۔ محویت اور استغراق کی کیفیت پیدا کرنا ضروری ہے۔ اپنے گوشہ تنہائی سے بار بار نکلنا، مجلِ مسجد میں گشت کرنا اور بات بے بات نمازیوں سے مصروف گفتگو ہونا، اخبارات پڑھنا، خطوط لکھنا اور ٹیلی فون کالیں لینا اور کرنا، سب اعتکاف کے نواقض ہیں۔ کھانا لانے والے بچوں سے گھریلو معاملات پوچھنا اور ہدایات دینا مستحسن نہیں ہے۔ اگر دورانِ اعتکاف بھی دنیا نہ بھولی اور مسجد میں بیٹھ کر بھی توجہ دنیا سے نہ ہٹی تو اس سارے اعتکاف کی ضرورت ہی کیا تھی؟

جامع مسجد دار السلام اہل حدیث بھیلووال (پنڈ دادنخان) میں شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

مورخہ 15 اگست بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد دار السلام اہل حدیث بھیلووال (پنڈ دادنخان) کی تکمیل پر افتتاحی تقریب کے پُر مسرت موقع پر عظیم الشان شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر منعقد ہوئی جس میں جناب محمود مرزا جہلمی مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس سے مولانا قاری عبداللطیف شہزاد، حضرت مولانا قاری سیف اللہ خالد چتروڑگڑہی اور حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق اوکاڑوی نے خطاب کیا آخر میں سوال جواب کی طویل نشست ہوئی۔ شاعر اسلام قاری عبدالوہاب صدیقی نے حمد ونعت پیش کی۔

اس کانفرنس میں علاقہ بھر سے شوق درشوق بھاری تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور بڑے انہماک سے مولانا سیف اللہ خالد کا خطاب سنا، منتظمین جلسہ نے کانفرنس کے انعقاد کیلئے بہت اچھے انتظامات کئے تھے۔

© rasailojaraid.com